استاد کا احترام

خلیفہ ہارون الرشید کے دو بیٹے امین اور مامون' امام کسائی کے شاگرد تھے۔ ایک مرتبہ استاد اپنی مجلس سے اٹھے تو دونوں بھائی جلدی سے استاد کو جوتے پکڑانے کے لیے لپکے۔ دونوں میں تکرار ہوگئی کہ کون استاد کو جوتے پیش کرے۔

آخر کار دونوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ دونوں ایک ایک جوتا پیش کرے۔ جب ہارون رشید کو قصے کا پتہ چلا تو اس نے امام کسائی کو بلایا جب وہ آئے تو ہارون نے کہا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟

امام کسائی نے کہا: میری رائے میں امیر المومنین سے زیادہ عزت والا کون ہوسکتا ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ عزت والا تو وہ ہے کہ جب وہ اپنی مجلس سے اٹھے تو خلیفہ کے دونوں صاحبزادوں میں اس بات پر جھگڑا ہو کہ ان میں سے کون استاد کو جوتے پہنائے۔ امام کسائی نے سوچا کہ شاید خلیفہ اس بات سے ناراض ہوا ہے۔ لہٰذا اپنی صفائی پیش کرنے لگے۔

ہارون رشید نے کہا سنیے! اگر آپ نے میرے بیٹوں کو اس ادب و احترام سے روکا تو میں سخت ناراض ہو جاؤں گا۔ اس کام سے ان کے عزت و وقار میں کمی نہیں ہوئی بلکہ اضافہ ہوا ہے اور ان کے اندر چھپی ہوئی فراست کا اظہار ہوا ہے کہ وہ کتنے عقلمند ہیں۔

سنیے! خواہ کوئی شخص کتنا ہی عمر' علم یا مرتبے میں بڑا کیوں نہ ہو تین افراد کے سامنے وہ بڑا نہیں ہوتا۔ والدین' استاد اور قاضی۔

☆......☆......☆......☆......☆

ذہانت

ایک مرتبہ والی حجاز کو راستے میں ایک بچہ ملا۔ والی نے بچے سے پوچھا بچے کیا تجھے قرات آتی ہے؟

بچے نے جواب دیا ہاں۔

والی حجاز نے کہا: کچھ پڑھو۔

بچے نے پڑھنا شروع کر دیا **انا فتحنا لک فتحا مبینا** "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو کھلی فتح عطاء کی۔

امیر کو بچے کی تلاوت اچھی لگی۔ چنانچہ اس نے

بچے کو ایک دینار دیا۔ بچے نے دینار قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

امیر نے دینار قبول نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو بچے نے جواب دیا مجھے ڈر ہے کہ میرے والد مجھے ماریں گے۔

امیر نے کہا: اپنے والد سے کہہ دینا کہ یہ دینار گورنر نے دیا ہے۔

بچے نے جواب دیا: میرے والد میری بات کو تسلیم نہیں کریں گے۔

امیر نے پوچھا: وہ کیوں......؟

بچہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا: کیونکہ ایک دینار بادشاہوں کا عطیہ نہیں ہوسکتا۔

امیر یہ سن کر ہنس پڑا اور اسے ایک سو دینار عطیہ دینے کا حکم دیا۔

☆......☆......☆......☆......☆

درود

ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سیر و تفریح کے لیے باہر چلے گئے۔ کافی دیر بعد جب واپس آئے تو ان کے والد نے پوچھا بیٹا! کہاں گئے تھے......؟

شاہ صاحب نے جواب دیا: سیر و تفریح کیلئے باہر گیا تھا۔

ان کے والد صاحب نے کہا: بیٹا! ہم نے آپ کے جانے کے بعد اتنی زیادہ احادیث مبارکہ پڑھیں اور اتنی مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ آپ تو اس برکت سے محروم ہو گئے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے تہیہ کر لیا کہ آج کے بعد ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہوں گا۔

ایک دن کسی نے ان سے پوچھا: شاہ صاحب! آپ کو یہ عالی مقام کیسے ملا؟

شاہ صاحب نے جواب دیا: سن لو! یہ علم کا نور اور اتنا بلند مقام مجھے صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی وجہ سے ملا ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

موت

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے، مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں مگر موت کی حقیقت بیان نہیں کرتے۔

لوگوں کو یہ بات یاد تھی، جب وہ خود اس منزل پر پہنچے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ بات یاد دلائی۔ انھوں نے جواب دیا: لوگو! موت کی کیفیت بیان نہیں ہوسکتی۔ مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور میں دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں۔ گویا میری گردن پر پہاڑ رکھ دیا گیا ہے، میرے پیٹ میں کانٹے بھر دیئے گئے ہیں۔ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔

گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور میں دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں۔ گویا میری گردن پر پہاڑ رکھ دیا گیا ہے، میرے پیٹ میں کانٹے بھر دیئے گئے ہیں۔ گویا میری سانس سوئی کے ناکے سے نکل رہی ہے۔

☆......☆......☆......☆......☆

کام کی بات

اپنے خیالات پر کڑی نظر رکھو کیونکہ تمہارے

☆...... خیالات تمہارے الفاظ بن جاتے ہیں

☆...... تمہارے الفاظ تمہارا عمل بن جاتا ہے

☆...... تمہارا عمل تمہاری عادت بن جاتی ہے

☆...... تمہاری عادت تمہارا کردار بن جاتا ہے

☆...... تمہارا کردار ہی آخری انجام کو متعین کرتا ہے

☆......☆......☆......☆......☆

میرے پسندیدہ اشعار

وہ بتوں نے ڈالے ہیں وسوسے کہ دلوں سے خوفِ خدا گیا
وہ پڑی ہیں روز قیامتیں کہ خیالِ روزِ جزاء گیا
جو نفس تھا خارِ گلو بنا جو اٹھے تو ہاتھ لہو ہوئے
وہ نشاطِ آہِ سحر گئی وہ وقارِ دستِ دعا گیا

☆......☆......☆......☆......☆